پیش کردہ : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ

خُطبہ اِستَقبالیہ

کل پاکستان تحفظ مدارس دینیہ کانفرنس
منعقدہ دارالعلوم حقانیہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الدین اصطفی اما بعد

بزرگان محترم! اضیاف کرام و مشائخ عظام! سب سے پہلے میں خداوند قدوس کا ہزار بار شکر گزار ہوں کہ جس نے آج اس دور افتادہ گاؤں میں دارالعلوم حقانیہ میں مدارس عربیہ کے اکابر کی ایک قدسی جماعت کے قدوم مبارکہ کی سعادت سے نوازا۔ اسکے بعد میں تمام اکابر مدارس عربیہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ یہاں کی دور اُفتادگی اور ہر لحاظ سے بے سروسامانی کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کے خدام کو ایسے برگزیدہ اجتماع کی میزبانی کا شرف بخشا۔ اسکے ساتھ ہی اس مبارک اجتماع میں تشریف لانے والے تمام معزز مہمانان گرامی کا صمیم قلب سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ جنہوں نے مدارس عربیہ کی ترقی واستحکام کی خاطر اس دور دراز قصبے کا رخ کیا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ فجزاکم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیرا الجزاء۔

حضرات گرامی! یہ موقعہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے عید سعید سے کم نہیں۔ یہاں کے تمام اساتذہ وطلبہ دیدہ ودل فرشِ راہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ جیسے علمی آفتاب و ماہتاب حضرات سے مستنیر و مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اور ہم سب خلوص و محبت کی ساری پونجی آپکے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں۔ مگر اس کیساتھ ہمیں اس تقصیر و کوتاہی کا بھی شدت سے احساس واعتراف ہے کہ اس

دیہاتی ماحول میں آپ حضرات کے شایان شان آرام وراحت کا ہرگز انتظام نہیں کر سکے جس پر ہم نہایت عجز واخلاص سے آپ سب حضرات سے معذرت خواہ اور عفو درگذر کے خواستگار ہیں۔

حضرات خادمین قرآن و سنت :- آج ہم ایسے حالات میں یہاں جمع ہیں کہ اعداء اسلام یہود ونصاریٰ اور انکے حواری اور آلہ کار قوتیں دینی مدارس کے اس نظام کو درہم برہم کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ برصغیر میں انگریزی استعمار کے ڈیڑھ سو سالہ کوششیں، علوم قرآن و سنت کے آفتاب و ماہتاب کو گہنا نہ سکیں اور ملت کا اسلامی تشخص ان مدارس کی بدولت برقرار رہا۔ سوویت یونین کے ظالمانہ اور جابرانہ یلغار کو افغانستان میں ان مدارس سے وابستگان نے روکا۔ نتیجتاً کمیونزم کا سارا ڈھانچہ تہس نہس ہوا۔ ان مدارس کے دیئے گئے جذبہ جہاد سے سوویت یونین بکھر کر قصہ ماضی بنا۔ اور آج پوری کفر کی دنیا افغانستان کے طالبان کو اسلامی نظام سے روکنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ اور پورے عالم اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ، حمیت اسلامی اور جذبہ دینی کی لہریں چل پڑی ہیں اس صورتحال نے عالم کفر کو مدارس دینیہ کے بارے میں الرٹ کر دیا ہے۔ اور ان مراکز کی اہمیت ان پر آشکارا ہو گئی کہ جسد ملت کیلئے ان مدارس کی حیثیت شہ رگ، نبض حیات اور دل کی دھڑکن سے زیادہ اہم ہے اور بدقسمتی سے پاکستان میں بیرونی طاقتوں سے مرعوب حکمرانوں کی خاندان غلامان وقفے وقفے سے اس نظام کو کبھی دہشت گردی اور فرقہ واریت کے مکروہ پروپیگنڈہ، کبھی مدارس کی فلاح وبہبود اور خیر خواہی کی منافقانہ ترغیبات اور کبھی مدارس کے نصاب ونظام کے اصلاح وترقی کے پرفریب منصوبوں کی آڑ میں درہم برہم کرنے یا اسے غیر موثر کر دینے اور اسکا دائرہ کار اور آزادی کو کسی طرح پابند اقتدار کر دینے کے درپے ہیں۔ بے نظیر اور نواز شریف کے دور حکومت میں اس عالمی صیہونی اور استعماری پروگرام کو آگے بڑھایا گیا مگر خداوند تعالیٰ نے ان ناعاقبت اندیش حکمرانوں کو گرفت میں لیا اور وہ ساری حسرتیں دل میں لئے مکافات عمل کے شکنجوں میں پھنس گئے۔ موجودہ عسکری حکومت کا ابھی آدھا سال نہیں گذرا کہ پھر وہی راگ مختلف سُروں میں چھیڑ دیا گیا ہے۔ اور مدارس کے اصلاح کے نام سے کبھی دہشت گردی اور کبھی فرقہ واریت کی آڑ میں کئی ادارے اور ایجنسیاں سرگرم عمل ہو گئی ہیں۔ ہمیں آج کے اس اجتماع سے ٹھوس لائحہ عمل

اور طریق کار طے کر کے اٹھنا چاہیے کہ بار بار کفر والحاد کے تھپیڑوں سے اس نور حق اور شمع ہدایت کی حفاظت کیسے کی جاسکے اور بار بار کے ان ظالمانہ چیلنجوں کا کیسے مقابلہ کیا جاسکے ؟

حضرت کرام ! آج ہماری مسرتیں اور خوشیاں اس لحاظ سے بھی دوبالا ہو گئی ہیں کہ اس مبارک اجتماع میں ہمارے قافلہ سالارانِ جہاد حریت امام انقلاب شاہ ولی اللہ دہلویؒ مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ، مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ اور انکے وارثین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اس حقانی چھاؤنی کے قافلہ سالار محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تلامذہ دریوزہ گر اور کفش بردار علماء دیوبند یہاں جمع ہیں۔ انکا وجود ہمیں جہاد و عزیمت، اخلاص وللّٰہیت، علم وتفقہ اور زہد و تقویٰ کے ان عظیم سرچشموں کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ جو ہمارے اسلاف واکابر دیوبند کی شکل میں اس صدی میں عالم اسلام کیلئے روشنی کے مینار اور شدو ہدایت کے آفتاب بنے۔ جن کی مثال چشم فلک نے اس صدی میں کہیں اور نہیں دیکھی تھی پھر ریشمی رومال، مالٹا اور الجزیرۃ کے زنداں ہمیں قدوسیوں کی اس عظیم جماعت کی یاد دلاتی ہے جو امیر المومنین، امام المجاہدین سید احمد شہید قدس اللہ سرہ کی قیادت وسیادت میں حق کی علمبردار بنی اور جنھوں نے اپنے خون سے چمنستان اسلام کو سینچا۔

برصغیر کی تحریک جہاد و عزیت کا سرچشمہ یہی جماعت تھی اور آج خوش قسمتی سے آپ جہاں جمع ہیں تو یہ قصۂ زمین برسر زمین والا معاملہ ہے۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور انکے رفقاء کے مقدس خون نے سب سے پہلے اسی خطہ کو لالہ زار بنایا۔ اور کئی صدیوں بعد اسلامی حدود و شرائط کے مطابق یہ پہلا اسلامی جہاد تھا جو اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑا گیا۔ اور امام حریت وشریعت سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک (کے قیام) کی اس رات کو لیلۃ الفرقان قرار دیا۔ بے شک یہاں جو بھی کچھ حقیر سی خدمت دین ہو رہی ہے یہ انہی فدایان شمع رسالت کے خون شہادت کے برگ وبار ہیں اور انہی نفوسِ قدسیہ کی برکات ہیں جو یہاں کی فضاؤں میں بکھری ہیں۔

بہر زمین کہ نسیمے ز زلف اوزدہ است ہنوز ازسر آں بوئے مشک می آید

یہ قربانیاں جتنی لافانی تھیں اور یہ جہاد جتنا عظیم اور امر تھا اسکے اثرات و برکات بھی قیام عالم تک جاری و ساری رہیں گے۔ یہ دعوت کبھی تحریک دیوبند کبھی تحریک ریشم رومال اور کبھی آزادی ملک و ملت کی شکل میں ظاہر ہوئی' تو کبھی علمائے حق کے مدارس و مراکز اور کبھی علمی او ر تحقیقی اداروں' دعوت و تبلیغ کے عالمگیر نظام تبلیغی جماعت اور کبھی جہاد افغانستان اور تحریک طالبان کے نفاذ اسلام اور کبھی پاکستان میں تحریک نفاذ شریعت کی صورت میں نشان دعوت و عزیمت بن کر صفحہ عالم پر ابھرتا اور پھلتا اور پھولتا رہے گا۔

اکوڑہ خٹک کی اس چھوٹی سی بستی پر لیلۃ الفرقان میں شہدأ اسلام کے خون نے چمنستان اسلام کی جو آبیاری کی تو دنیا کے سب سے بڑے اسلام دشمن سامراج سوویت یونین کے ظلم و عدوان کے مقابلے میں جو طائفہ حقہ آہنی دیوار بنا اور افغانستان کی سرزمین پر بدر و حنین کی تاریخ رقم کی اس میں ایک بہت بڑی جماعت اور اہم قائدانہ کردار اسی بستی پر قائم اسی ادارہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور مستفیدین کا ہے۔ اور آج طالبان کی شکل میں شاہ ولی اللہؒ حضرت سید احمد شہیدؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور بطل اسلام شیخ الہندؒ کا جہاد اور نفاذ اسلام کی جدو جہد افغانستان کے پہاڑوں اور وادیوں میں جاری و ساری ہے۔

حضرت اکابرین ملک و ملت! برصغیر پاک و ہند پر برطانوی سامراج کے تسلط کے بعد دینی علوم اور اسلامی فنون کی تعلیم و ترویج کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے دین متین اور اسلامی ورثہ کی حافظت کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور انکے قدسی صفات مخلص رفقاء کار نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ جیسے صاحب بصیرت ولی اللہ کی ہدایات و راہنمائی میں دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس عربیہ کی داغ بیل ڈالی۔ یہ نہایت بے سرو سامانی کا عالم تھا۔ اور دین کی کسمپرسی کا عجیب حال۔ مگر ان اکابرین وقت نے نہایت نازک صورت حال کا بروقت اندازہ لگایا اور برصغیر کے اطراف واکناف میں مدارس دینیہ کا ایک جال پھیلا دیا۔ یہ مساعی کارگر ثابت ہوئیں اور برصغیر کے طویل عہد غلامی واستبداد کے باوجود علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور اسلامی تہذیب و تمدن کا علمی اثاثہ علوم اسلامیہ کی شکل

میں محفوظ و مصئون رہ گیا۔ ان علمی مراکز سے ہزاروں علماء اور رجال کار نکلے۔ جنہوں نے برصغیر میں اشاعت کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ آزادی وطن۔ جہاد حریت اصلاح معاشرہ اور تنظیم امت کے کاموں میں شاندار قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور بالآخر ان مساعی سے جب ملک آزادی سے ہمکنار ہوا تو دینی اثاثہ ان مدارس کی بدولت محفوظ تھا اور یہ سرزمین دینی لحاظ سے تاشقند و بخارا' اسپین' چینی اور ترکستان جیسے المناک حالات سے دوچار نہ ہوئی۔

پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہمارے یہ دینی مدارس اور دارالعلوم اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں جو اس امانت الٰہی کی پرچار اور اسلامی صداقتوں کی اشاعت میں شب و روز مشغول ہیں اور انہی مدارس کے دم سے پاکستانی قوم کا دینی تشخص اور اسلامی حمیت قائم و دائم ہے اور ان مدارس و جامعات کی سب سے جامع اور موثر تنظیم' تنظیم وفاق المدارس العربیہ ہے۔ جسے اسکے دور اندیش اصحاب بصیرت نے علم اور دین کی نشاۃ ثانیہ اور تعلیم و تربیت کے انقلابی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا۔ اسکے محرکات میں مدارس عربیہ کے احیاء و بقا اور ترقی کا ملاً ارتباط و تنظیم کیساتھ ساتھ ملک و ملت کی رہنمائی کیلئے ہر شعبہ حیات میں اعلیٰ ترین رجال کار اور جید علمار اسخین کی تیاری بھی تھا۔ جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیمات اسلامیہ کی ترویج و اشاعت بھی مد نظر رہی ۔ مروجہ نصاب تعلیم (درس نظامی) کو زیادہ سے زیادہ جامع اور موثر بنانا بھی ملحوظ تھا۔ اور اس کیساتھ ہی ان مدارس کو جو کارخانہ حیات انسانی کی رشد و ہدایت کے حقیقی سرچشمے ہیں ان تمام تعلیمی' انتظامی' اخلاقی اور معاشرتی نقائص سے اجتماعی طور پر دور رکھنا بھی اہم ترین مطمح نظر تھا۔ ان تمام اہم مقاصد و عزائم پر ابتدائے قیام سے وفاق کے اکابر اور اجتماعات کے فیصلے' قرار دادیں' ہدایات تحریری شکل اور مطبوعہ رپورٹوں کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام چیزوں کو نئے جوش و خروش اور پختہ ایمان و یقین کیساتھ لیکر منزل مقصود کی طرف گامزن ہونا چاہیے اور اگر کارکردگی میں کچھ جھول پیدا ہوئے ہیں تو یہ خامیاں آپس میں مل بیٹھ کر دور کر دینی چاہئیں اور علما کو دیوبند کے اس واحد متفقہ تعلیمی پلیٹ فارم کی سیسہ پلائی دیوار کی طرح حفاظت کرنی چاہیے۔